مولانا ابن الحسن عباسی *

کاروان جہاد کے ہزاروں شہداء کے مربی

استاد المجاہدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ دو نومبر جمعہ کے دن راولپنڈی میں شہید کر دیئے گئے، وہ اکوڑہ خٹک سے تحفظ ناموس رسالت کے جلسے میں شرکت کے لیے اسلام آباد آئے تھے، واپسی پر بحریہ ٹاؤن کے ایک گھر میں کچھ دیر آرام کرنے رکے، ڈرائیور کہیں باہر نکلا اور قاتلوں نے گھر میں گھس کر چاقو اور چھری کے وار کرکے پاکستان اور عالم اسلام کی اس بزرگ ہستی کو بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا۔

کاروان جہاد کے ہزاروں شہیدوں کے مربی

وہ پاکستان میں جہاد افغانستان کی ایمان افروز داستانوں کی شناخت رکھنے والے کرداروں کے استاذ و مربی تھے، وہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سربراہ تھے، جہاں سے جہاد و عزیمت کیلئے اٹھنے والے قافلوں نے افغانستان کی وادیوں میں ایک لہو رنگ تاریخ مرتب کی ......

مارچ 2018 کو وہ بیمار ہوئے، دل کا بڑا آپریشن تھا، وہ اسپتال میں داخل تھے، احقر نے اس وقت ''اکوڑہ خٹک کا چراغ ٹمٹمانے لگا'' ...... کے عنوان سیان پر مضمون لکھا، آپریشن کی رات وہ پورا مضمون ان کے صاحبزادے، ماہنامہ الحق کے مدیر برادر مکرم مولانا راشد الحق سمیع صاحب نے انھیں سنایا اور مجھے یہ برقی پیغام بھیجا: ''السلام علیکم! برادرم، بہت شکریہ، جزاک اللہ خیرا، حضرت والد صاحب کو میں نے آپ کا مضمون تفصیل سے سنایا، انہوں نے بہت دعائیں آپ کو دیں اور خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں، دعاؤں میں بھی انہیں یاد رکھیں، کل آپ سے بات کروانے کی کوشش کروں گا۔ صحت مند ہونے کے بعد حضرت نے فون کیا، تفصیلی بات ہوئی، اور دعائیں دیں۔

قابل رشک زندگی اور قابل رشک موت

اللہ تعالیٰ نے ہزاروں شہیدوں کے اس استاد و مربی کی قسمت میں شہادت کی سعادت لکھی تھی،

---

* مہتمم جامعہ تراث السلام، کراچی

وہ 83 سال کی عمر میں جمعے کے دن عصر کے بعد بوڑھے نحیف جسم پر بہنے والے مظلومانہ خون کیساتھ اپنے رب کے حضور حاضر ہوئے ......زہے مقدر، زہے نصیب...... قابل رشک زندگی، اور قابل رشک موت۔

میرے خاک وخوں سے تو نے کیا یہ جہاں پیدا
صلہ شہید کیا ہے، تب وتاب جاودانہ

اب ذرا وہ مضمون پڑھیں جو ان کی حیات ہی میں لکھا گیا اور جنہیں پڑھ کر انہوں نے بیش بہا دعاؤں سے نوازا۔

اکوڑہ کا ٹمٹماتا چراغ

استاذ العلما حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا نام گرامی محتاج تعارف نہیں، وہ ایک ہمہ پہلو شخصیت ہیں اور ان کی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے، ویسے تو وہ پاکستان میں ایک سیاسی اسلامی رہنماء کی حیثیت سے بھی شہرت رکھتے ہیں اور عوام کی ایک بڑی تعداد میں ان کی شناخت کا یہی حوالہ معروف ہے لیکن اس ناکارہ کے نزدیک ان کی شخصیت کا علمی حوالہ اس سے کہیں بلند ہے۔

دارالعلوم حقانیہ ایک عظیم دینی ادارہ

''دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک'' پاکستان ہی نہیں برصغیر پاک و ہند کا بڑا دینی ادارہ ہے، جہاں سے ہر سال دستار فضیلت حاصل کرنے والے فضلا کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہوتی ہے ملک وملت کے کئی ممتاز رہنما اسی ادارے کے فاضل اور تربیت یافتہ ہیں، جہادِ افغانستان کی صف اول کی قیادت یہیں کی خوشہ چین رہی، مولانا محمد نبی، مولانا یونس حقانی، پروفیسر سیاف اور مولانا جلال الدین حقانی، اسی چشمہ فیض سے وابستہ رہے اور'' دارالعلوم حقانیہ'' ہی کی نسبت سے خود کو حقانی کہتے رہے۔ پاکستان میں اسلامی سیاست کے صفِ اول کے رہنما حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ بھی اسی ''دارالعلوم حقانیہ'' کے فاضل ہیں، انہوں نے علوم دینیہ کی تقریبا ساری تعلیم یہیں حاصل کی اور نو سال تک یہاں سے طالب علمانہ فیض اٹھاتے رہے۔

دارالعلوم حقانیہ کی ترقی میں مولانا سمیع الحق کا کردار

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب قدس سرہ نے جس انداز سے اپنے عظیم والد کے بعد اس ادارے کو بڑھایا، سنوارا اور اس کے فیض کو عام کرنے کے لیے ممتاز محدثین اور اساتذہ کو جمع کر کے وہاں کے منصب درس و تدریس کی رونقوں کو نہ صرف یہ کہ بحال رکھا بلکہ اسے مزید جلا بخشی، یہ ان کے تدبر، فہم و

بصیرت، علمی ذوق، علمی میراث کے تحفظ اور اہل علم کی قدر دانی کا ایک نمونہ ہے، انہوں نے اس علمی ادارے کی آبیاری میں سیاسی پگڈنڈیوں کے پیچ وخم اور ذاتی پسند و ناپسند سے بالا ہو کر بڑی وسیع النظر فی کا مظاہرہ قائم رکھا، ان کی اسی مدبرانہ پالیسی اور مومنانہ صفات کا نتیجہ ہے کہ دارالعلوم حقانیہ آج بھی طالبان علوم نبوت اور اہل حق کے سیلِ رواں کا پاکستان میں سب سے بڑا مرجع ہے۔

میدان صحافت اسلامی کا ایک عظیم نام ماہنامہ الحق

مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا ایک بڑا کارنامہ ماہنامہ ''الحق'' کا اجرا ہے جو گزشتہ نصف صدی سے روشنی بکھیر رہا ہے، ''الحق'' نے ایوانوں اور بیابانوں میں حق کی صدا بلند کی اور عرصے تک ویران راستوں کے اندھیروں میں قندیلِ ایمانی بنا رہا، نہ جانے بھٹکے ہوئے کتنے مسافر اس سے درست سمتوں کی رہنمائی لیتے رہے!!

مولانا سمیع الحق کے ولولہ انگیز اداریے

''الحق'' کا جب بھی ذکر آتا ہے، مجھے فکر وخیال، عمر رواں کی تلخ وشیریں حقیقتوں سے آزاد کر کے بچپن کی حسین دنیا کی دل کشیوں میں لے جاتا ہے، دریائے اباسین کے ساتھ گاؤں کی مسجد، جہاں لکڑی کی سیاہ رنگ کی الماری کے اوپر ''الحق'' کی جلدیں پڑی رہتیں، انہیں اٹھاتا، عمر ابھی گیارہ بارہ برس ہی ہوگی، ان میں مولانا سمیع الحق صاحب کے ولولہ انگیز اداریے پڑھتا، ان کے قلم کی روانی وسلاست اور مدوجزر کی حلاوت آج تک محسوس ہو رہی ہے، اس مسجد کے بورزہ پر بیٹھ کر خان بابا غازی کابلی کے مضامین پڑھے، مولانا شمس الحق افغانی کی تحریریں دیکھیں، مضطر عباسی، مولانا انظر شاہ کشمیری کی تحقیقات نظر سے گذریں، مولانا عبدالحق صاحب کے مواعظ ونصائح کا مطالعہ کیا اور مدینہ منورہ میں مقیم اپنے خاندان کے بزرگ مولانا عبدالغفور عباسی کی اصلاحی مجالس اور ملفوظات سے مستفید ہوا، جنہیں مولانا سمیع الحق صاحب نے وہاں رہ کر قلم بند کیا، آزادی ہند کے رہنما حضرت مولانا عزیز گل صاحب، نابغہ روزگار محدث مولانا نصیر الدین غورغشتوی اور سلسلہ قادریہ کے مشہور بزرگ ومحدث مارتو نگ بابا سے تعارف ہوا یہی پر استاذ محترم مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی وہ نظم پڑھی جو انہوں نے چاندنی رات میں دریائے کابل کی سیر کرتے ہوئے کشتی میں مولانا سمیع الحق صاحب اور دیگر احباب کو سنائی تھی، جس کا سرنامہ ہے:

تو حسن کا پیکر ہے تو رعنائی کی تصویر
مخمور بہاروں کے حسین خواب کی تعبیر

رخشاں ہے تیرے ماتھے پہ آزادی کی تنویر
اے وادی کشمیر ...... اے وادی کشمیر

''الحق'' معروف نقاد حسن عسکری مرحوم کی نظر میں

''الحق'' نے علمائے سرحد کی سوانح وحیات اور ان کے علمی کارناموں کے تعارف میں بھی مرکزی کردار ادا کیا اور علم و ہنر کے گنج ہائے گراں مایہ ''الحق'' ہی کے ذریعے متعارف ہوئے، ''الحق'' کے معیار کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ایک زمانہ میں اردو کے نامور ادیب اس پر بحث کر رہے تھے کہ اردو رسائل و جرائد میں سب سے عمدہ نثر کس رسالے کی ہے؟ اس مجلس میں پروفیسر حسن عسکری بھی تھے، سب نے متفقہ فیصلہ کیا کہ اکوڑہ خٹک کا '' الحق'' سب سے بہترین نثر کا حامل رسالہ ہے۔

پختون وادی سے نکلنے والے اس مجلہ نے اہل زبان وادب میں اپنے معیار کی بنا پر جس طرح حیران کن پذیرائی حاصل کی، اسی طرح مولانا سمیع الحق صاحب کا حیران کن کارنامہ مشاہیر کے خطوط و مکاتیب کا زیر نظر مجموعہ ہے، جو سات ضخیم جلدوں میں مرتب ہوکر شائع ہوا۔ اس ناکارہ کے نزدیک یہ اردو ادب کی تاریخ مکاتیب وخطوط کا خاتمہ اور مولانا سمیع الحق صاحب کے علم اور اہل علم کی قدر دانی کی حیران کن لازوال مثال ہے کہ انہوں نے معروف اور غیر معروف تمام حضرات کے خطوط اپنے پاس محفوظ رکھے، یہاں تک کہ اگر کسی نے انکو کسی تقریب کی دعوت دی ہے یا کسی تہوار اور خوشی پر مبارک باد دی ہے اسے بھی انہوں نے محفوظ رکھا...... یہ ان تاثرات کا ایک حصہ ہے جو کچھ عرصے قبل احقر نے مولانا سمیع الحق صاحب کے مرتب کردہ خطوط کے مجموعہ کیلئے لکھے تھے .... آج معلوم ہوا کہ مولانا بیمار ہیں، اور شفا خانہ میں داخل ہیں، وہ دل جو نصف صدی سے زیادہ عالم اسلام اور پاکستان کیلئے دھڑکتا رہا ...... شاید بہت تھک چکا ہے۔

مولانا سمیع الحق کی آخری آرزو

بستر علالت پر ان کی ایک آرزو یہ ہے کہ اپنے استاد مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے تفسیری افادات پر جو عظیم الشان علمی کام وہ کر رہے ہیں، اس کے بیس پارے کئی ہزار صفحات میں مکمل ہو چکے ہیں، بقیہ دس پاروں کا کام بھی مکمل ہو جائے! حقیقت یہ ہے کہ انہی کا قلم اس مستحق ہے کہ اپنے استاد وشیخ کے تفسیری نکات وافادات کو جمع کرے، دوسری آرزو اس عظیم الشان مسجد کی تکمیل ہے جو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے احاطے میں زیر تعمیر ہے، اللہ تعالیٰ انکی دونوں آرزوں کو پورا فرمائے، ان کو صحت عطا فرمائے اور جلد عطا فرمائے، امین تمتع من شميم عرار نجد فما بعد العشي من عرار